اسرارِ نفس

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم
خطیب مسجد عالمگیری' شانتی نگر
صاحبزادہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

محمد عبداللہ اسد (بی۔ٹیک' کمپیوٹر سائنس)
مکان نمبر : 19-1-436/A/88 عثمان باغ
بہادر پورہ حیدر آباد 500064

اسرارِ النفس

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

خطیب مسجد عالمگیری، شانتی نگر

صاجزادہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

محمد عبداللہ اسد (بی۔ٹیک، کمپیوٹر سائنس)

مکان نمبر : 19-1-436/A/88 عثمان باغ

بہادر پورہ حیدرآباد 500064

تفصیلات کتاب

نام کتاب	:	سیرِ اُنفُس
تالیف	:	حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ العالی خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر حیدرآباد۔ ۲۸
صفحات	:	۴۸
سن اشاعت	:	اکٹوبر ۲۰۰۳ء شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ
تعداد	:	ایک ہزار
بہ اہتمام	:	محمد عبداللہ اسد (بی۔ٹیک' کمپیوٹر سائنس) مکان نمبر: 19-1-436/A/88' عثمان باغ' بہادر پورہ حیدرآباد 500064
کمپوزنگ	:	رضی الدین سہیلؔ : موبائل 21562924
قیمت	:	بیس روپیئے۔ Rs : 20/-

ملنے کا پتہ

مسجد عالمگیری شانتی نگر حیدرآباد' آندھراپردیش' انڈیا۔

فہرست مضامین

سلسلہ	مضامین	صفحہ
۱	پیش لفظ	۴
۲	نفس ۔مراتب نفوس	۶
۳	پہچان نفوس۔اقسام خطرات۔	۷
۴	خطرہ ملکی۔خطرہ رحمانی کیا ہے۔خطرہ ملکی ورحمانی۔خطرہ رحمانی اور خطرہ شیطانی کی تمیز۔	۸
	خطرہ شیطانی۔خطرۂ شیطانی کا علاج۔	۸
۵	فرق وامتیاز کا ایک پہلو۔نفس اور اس کے اقسام ومراتب	۹
۶	خطرہ	۱۰
۷	نفس وشیطان کی تمیز ۔حقیقت تعوذ۔	۱۱
۸	اصلاح نفس مرغوبات میں کم مکارہ میں زیادہ	۱۲
۹	قلب	۱۳
۱۰	دل کی باتیں۔دل کیا ہے۔اصل دل۔دل کی عمومی تعبیرات ۔	۱۵
۱۱	دل کی مرکزیت	۱۶
۱۲	افراط شہوت۔	۱۸
۱۳	آثار شہوت۔نتائج غضب اثر شیطانیت۔	۱۹
۱۴	اگر غصہ کو پابہ زنجیر کریں۔شہوت کی حد بندی کے ثمر ۔دل کا مقام ومرتبہ۔دل کے جاسوس۔	۲۰
۱۵	دل کی حالتیں عمل سے پہلے۔خاطر کی وجہ تسمیہ۔	۲۱
۱۶	کس سے کس کو قوت ملتی ہے۔دو خطرے۔تین خطرے	۲۲
۱۷	دل	۲۴
۱۸	جو دل مقبول نہیں۔	۲۶
۱۹	قول یحییٰ بن معاذؒ دل کے بارے میں ۔ارشاد ایک عارف کا۔معاملات دل۔	۲۷
۲۰	اہل معرفت کے دل۔غافل اور کاہل دل کو خطرہ۔	۲۸
۲۱	دل کو اغیار سے خالی کرو۔حقیقتاً آباد دل کون۔	۲۹
۲۲	اہل قلب کون۔غذائے دل	۳۰
۲۳	چند آیات الٰہیہ متعلق بہ دل۔	۳۲
۲۴	قلب کے لشکر ۔ قلب کے خادم	۳۶
۲۵	خصوصیات قلب۔قلب کی قسمیں	۳۷
۲۶	روح	۴۵

پیشِ لفظ

انسان کا اندرون بہت سے انعاماتِ الٰہیہ سے سرفرازا گیا ہے ان زبردست عطاؤں میں سے یہاں تین کا تذکرہ کیا گیا ہے ۔ (۱) نفس (۲) دل (۳) روح ۔ ان میں سے ہر شئے عجیب بھی ہے اور عظیم بھی ۔ ان کا کچھ کچھ تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے۔

دل اللہ کی پیدا کردہ چیزوں میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے ۔ اس میں اللہ کی معرفت اور پہچان کی استعدا پائی جاتی ہے یہی معرفت الٰہیہ انسان کے لئے باعث سعادت ونجات اور سبب حصول کمالات ہے اسی دل کو اہل دل حضرات نے آئینہ حق قرار دیا ہے ۔ اہل اللہ نے بتایا ہے کہ حقیقی اطاعت قلب کا عمل ہے اعضاء کی عبادت اسی عمل کا مظہر ہے ۔ معصیت اور نافرمانی بھی قلب کا فعل ہے ۔ اعضاء کی سرکشی اور نافرمانیوں کا ارتکاب بھی اسی دل کا عمل ہے اور نیت کا تعلق بھی قلب ہی سے ہے جیسی نیت ہوگی ویسا ہی نیت کے نتیجے ظہور میں آتے ہیں ۔ اچھی نیت پر اچھے عمل اور اچھے عمل پر اچھے نتیجہ ظہور میں آتے ہیں ۔

قلب دو معنوں پر بولا جاتا ہے ایک وہ ہے جو سینہ میں بائیں حصہ میں جانب بغل ہے صنوبری شکل کا ہے الٹا لٹک رہا ہے ۔ اس کے درمیان میں خلاء اور اس میں کالا خون ہے یہ منبع روح اور سرچشمۂ حیات ہے روح حیوانی کا منبع اور روح انسانی کا منبع ہے ۔ طبیب اور حکیم حضرات اس لوتھڑے اور اس کی کیفیات کو اپنا موضوع گفتگو بناتے ہیں وہ ہماری گفتگو اور بیان ظاہر دل کی یہ تفصیلات ہمارا موضوع گفتگو نہیں ۔ وہ تو عالم محسوس سے متعلق ہے ۔ انسانوں ہی میں نہیں جانوروں میں بھی پایا جاتا ہے ۔ زندوں ہی میں نہیں مردہ جسموں میں بھی وہ گوشت کا لوتھڑا پایا جاتا ہے سب ہی اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں ۔

یہاں جس قلب کی بات اور دل کی تفصیلات مطلوب ہیں وہ قلب ہے جس کو ہم اس دل کا دل اور دل کی اصل روح کہہ سکتے ہیں وہ ایک روحانی لطیفہ ہے اور ربّانی لطیفہ مدرکہ ہے جس کا تعلق مذکورہ دل سے ہے ۔ اوصاف کو موصوف سے اور مکان کو مکین سے جیسا تعلق ہوتا ہے اسی طرح ظاہری دل اور لطیفہ ربانی میں وہی مناسبت و تعلق ہے علماء کرام نے بیان فرمایا ہے کہ قرآن و حدیث میں جہاں جہاں لفظ قلب آیا ہے وہاں اس سے اشیاء کی حقیقت کا ادارک کرنے والی قوت مراد لی ہے ۔ اسی طرح بری نیت پر برے نتیجے ظاہر ہوتے ہیں تو عمل کی مرکزی حیثیت دل ہے ۔

اہل اللہ اسی دل کی صفائی اور تصفیہ قلب پر جتنی توجہ دیتے ہیں وہ کسی بھی صاحب علم سے پوشیدہ نہیں ۔ اسی لئے آج ہم اسی قلب کے معنیٰ و مفاہیم اور اس کے احوال و مقامات اور افعال و اوصاف اور دل کی صفات اور حقیقت بیان کریں گے ۔ اگلے صفحات میں ہم یہ کوشش کریں گے کہ قلب کیا ہے ؟ اور اس کی حقیقت کیا ؟ اس کی قوتیں کیا ہیں اور افعال کیا ؟ اس کی صفات کیا ہیں؟ اور احوال کیا ؟ اس کی اقسام کیا ہیں اور احکام کیا ؟ خدا کرے کہ یہ تفصیل خوب کھل کر سامنے آجائے ۔

کتاب کے ابتدائی حصہ میں نفس کے موضوع پر اور درمیان میں دل کے موضوع پر اور آخرت میں روح کے موضوع پر وضاحتیں کی گئی ہیں ۔ نفس اور روح پر اجمالی بیان ہے اور دل پر تفصیلی اعتبارات پیش کیئے گئے ہیں دیکھنا ہے ہم اپنے انفس کی کس حد تک سیر کرسکتے ہیں ! ۔ فی الحال اس پر اکتفاء اور باقی آئندہ ۔

مؤلف

محمد کمال الرحمٰن قاسمی خطیب مسجد عالمگیری

شانتی نگر ۔ حیدرآباد

نفس

اس عنوان کے تحت ہم نفس کی کچھ ضروری تفصیلات و مراتب جاننے پہچاننے کی کوشش کریں گے کہ نفس کیا ہے؟

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر نفس اور اس کے اوصاف کا ذکر ملتا ہے ان صفات نفسی کو جان لینے سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ ان صفات کا منبع اور مرکز نفس ہے۔

............﴿مراتب نفوس﴾............

نفس کی مجملاً چار درجات ہیں جو دراصل ایک ہی نفس کے مراتب ہیں قرآن مجید اس پر شاہد ہے۔

پہلا درجہ :- نفس کا پہلا درجہ نفس امّارہ کہلاتا ہے قرآن مجید کے تیرھویں پارے میں واقعہ یوسفی کے ضمن میں فرمایا گیا **وما ابرّئُ نفسی انَّ النفس الامّارةُ بالسّوءِ** اور میں اپنے نفس کو بری نہیں سمجھتا بلا شبہ نفس تو برائی کا حکم کرنے والا ہے۔ اس مذکورہ آیت میں نفس امّارہ کا ذکر ہے۔

دوسرا درجہ :- نفس لوّامہ ہے سورۃ قیامہ میں فرمایا گیا ہے۔

لااقسم بیوم القیامة ولااقسم بالنفس اللوّامه ۔ قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور ملامت کرنے والے نفس کی بھی قسم کھاتا ہوں۔

تیسرا درجہ :- نفس ملھمہ ہے ارشادِ الٰہی ہے **ونفسٍ وّماسوّاها فالھمھا فجورھا وتقوٰھا** پس اس نے نفس میں الہام کیا فجور کا اور تقویٰ کا۔

چوتھا درجہ :- نفسِ مطمئنہ ہے جو اس آیت میں ہے۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الٰی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی تو یہ چار مراتب نفس ہوئے۔

(۱) نفسِ امّارہ (۲) نفسِ لوّامہ (۳) نفسِ ملھمہ (۴) نفسِ مطمئنہ

﴿پہچان نفوس﴾

(۱) نفس امارہ وہ نفس ہے جو برائی کرانے تک چھوڑتا نہیں حتّٰی کہ آدمی اس نفسی اصرار پر برائی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے جیسے شراب پینے کا خیال' چوری کرنے کا خیال' بدی کا خیال' اس شدت و اصرار سے آتا ہے کہ آدمی برائی میں ملوث ہوجاتا ہے۔ عموماً کفّار' مشرکین کے نفوس امارگی سے متصف ہوتے ہیں۔

(۲) نفس لوّامہ وہ نفس ہے جو پہلے برائی میں مبتلا کرتا ہے پھر اس کے بعد خیال ڈالتا ہے کہ برائی نہ کرتا تو اچھا ہوتا یہ عوام' بہت سے خواص کے نفوس لوامہ ہیں۔

(۳) نفس ملھمہ وہ نفس ہے جو خیر یا شر کا الہام کرتا ہے اس الہام کو خطرہ بھی کہا جاتا ہے۔

﴿اقسام خطرات﴾

اس خطرہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) خطرۂ خیر (۲) خطرۂ شر۔ پھر خطرہ خیر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خطرۂ ملکی (۲) خطرۂ رحمانی اسی طرح خطرۂ شر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خطرۂ نفسانی (۲) خطرۂ شیطانی۔

﴿خطرۂ ملکی کیا ہے؟﴾

فرشتے کے ذریعہ جو بات دل میں ڈالی جاتی ہے اس کو خطرۂ ملکی کہتے ہیں۔

﴿خطرۂ رحمانی کیا ہے؟﴾

رحمان بذاتِ خود جو بات بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے وہی خطرۂ رحمانی اور الہام کہلاتا ہے۔

﴿خطرۂ ملکی و رحمانی کا فرق و امتیاز﴾

نیکی کا خطرہ آیا اور نکل گیا تو یہ خطرہ ملکی ہے اور اگر نیکی کا خطرہ آیا اور دل میں بیٹھ گیا تو وہ خطرۂ رحمانی ہے۔!

﴿خطرۂ نفسانی اور خطرۂ شیطانی کی تمیز﴾

خطرۂ نفسانی وہ ہے جو آکر دل میں بیٹھ جاتا ہے سر پر سوار ہوجاتا ہے منٹوں' گھنٹوں دنوں قائم رہتا ہے۔

﴿خطرۂ شیطانی﴾

شیطانی خطرہ وہ ہے جو آکر نکل جاتا ہے۔ آتا جاتا ہے مثلاً نماز نہ پڑھنے کا خیال آرہا ہے جارہاہے۔اسی طرح ایک برائی سے دوسری برائی کی طرف پلٹتا ہے۔

﴿شیطانی خطرہ کا علاج﴾

ارشادِ قرآنی ہے واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللّٰہ لہذا اس موقع پر اعوذ باللّٰہِ من الشیطان الرجیم پڑھنا لازم ہے اور خطرہ نفسانی کا

علاج استغفار ہے استغفار کے الفاظ یہ بھی ہیں استغفر اللّٰہ ربّی من کل ذنبٍ وّاتوب الیہ۔

﴿فرق و امتیاز کا ایک پہلو﴾

خطرۂ رحمانی کومختلف مدارج اور وحی سے تعبیر کرتے ہیں۔ عام مومن کے دل میں خیر کی بات کا منجانب اللہ آنا القاء ہے اور خواص مومنین کے قلوب میں نیک خیال کا آنا الہام ہے اوراخص الخواص یعنی انبیاء اکرام علیہم السلام کے قلوب میں خیر کی بات کا منجاب اللہ آنا وحی ہے ہمارا کام مجاہدات کے ذریعہ نفس کا تزکیہ کرنا اور اپنے نفس کومطمئنہ بنانا ہے اس لیئے نفس کے یہ اطمینان کا مقام رضائے حق کا موجب ہے اس مرحلے پر اللہ کی خوشنودی نصیب ہوتی ہے اور بارگاہِ ربّ العزت سے ادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کا مژدہ سنایا جاتا ہے۔

﴿نفس اور اس کے اقسام و مراتب﴾

نفسانی اور شیطانی شرارتوں کو سمجھنے کا سادہ طریقہ یہ ہے۔ نفس امّارہ وہ ہے جو برائی کرنے تک نہ چھوڑے مثلاً شراب کا خیال آیا (نعوذ باللہ) تو شراب پلانے تک نہ چھوڑے' چوری کا خیال آیا اور چوری کرانے تک نہ چھوڑے اس کا کام ہی بہت زیادہ شر کا حکم دیتے رہنا ہے۔ اس لئے اس کو امّارہ کہتے ہیں تمام کفّار و مشرکین اور ملحدین کے نفوس امّارہ ہوتے ہیں۔ نفس لوّامہ وہ ہے جو ہر برائی پر ملامت کرتا ہے شراب پی لی اوراس کے بعد خیال آیا نہ پیتا تو اچھا تھا۔ فلاں برائی نہ کرتا تو اچھا تھا یہ لوّامہ ہے اس میں برائی کرواکر ملامت کرنے کا وصف ہے اس لئے اس کو

لوّامہ کہتے ہیں جس کے معنٰی ہیں ملامت کرنے والا نفس۔ نفس ملھمہ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا سے ماخوذ ہے۔ یہ خیر یا شر کا الہام کرتا ہے۔ الہام کا ایک خاص نام خطرہ بھی ہے اس کا خاکہ ملاحظہ ہو۔

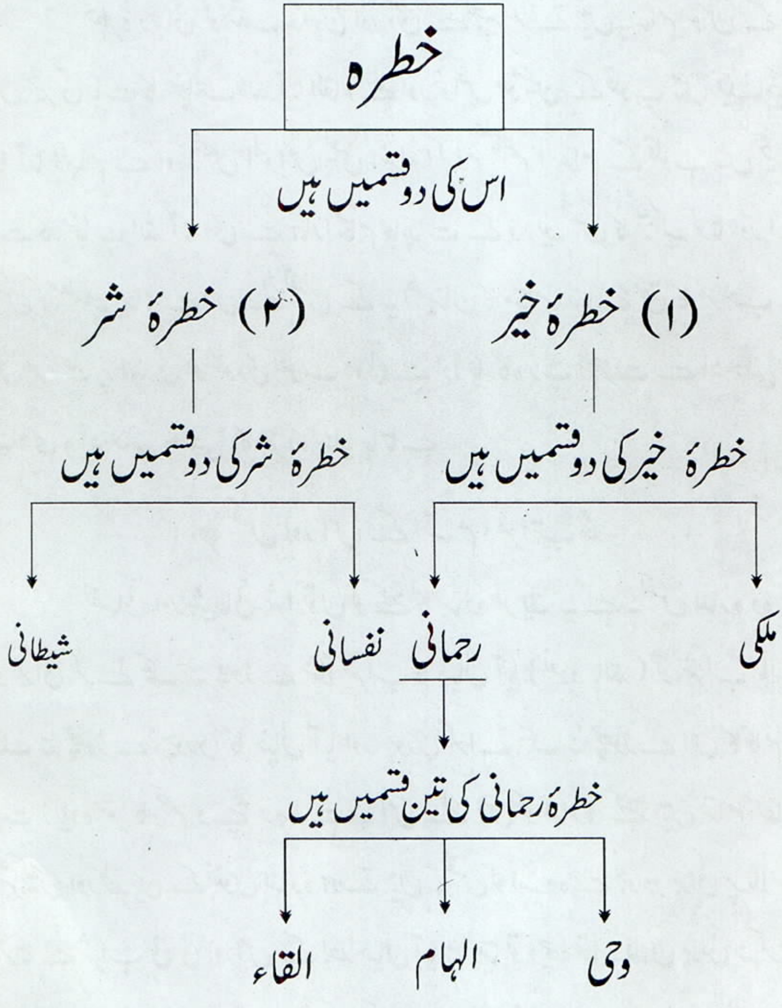

﴿نفس و شیطان کی تمیز﴾

شیطانی خطرہ وہ ہے جو آ کر نکل جاتا ہے مثلاً نماز قائم کرنے کا خیال آیا اور نکل گیا۔ نفسانی خطرہ جو آ کر دل میں بیٹھ جاتا ہے منٹوں گھنٹوں ہی نہیں دنوں قائم رہتا ہے۔

علاج :- نفسانی خطرہ پر استغفار کی کثرت رکھے شیطانی خطرے پر تعوذ پڑھتا رہے۔

﴿حقیقت تعوذ﴾

ایک وجدانی مثال :- دو بچے آپس میں لڑ رہے ہیں طاقتور بچے نے کمزور کو پچھاڑ دیا اور اسکے سینے پر سوار ہوگیا مارنے لگا' کمزور نیچے گر کر پکارنے لگا۔ اماں...... اماں...... ' ماں کے کانوں میں بچے کی چیخ پہنچتے ہی تڑپ گئی جس حال میں تھی اپنا کام چھوڑ کر بچے کی مدد کے لئے دوڑ پڑی ماں کو دیکھتے ہی طاقتور بچہ بھاگنے لگا' کمزور پھرتی سے کھڑا ہوگیا اور للکارنے لگا ارے ٹھیر' ارے ٹھیر' !! گویا اس کمزور میں اب ماں کی قوت کام کررہی ہے یہی نسبت کا راز ہے۔

ٹھیک یہی معاملہ اللہ اور بندوں کے ساتھ ہے ہم کو ناری مخلوق سے مقابلہ اور پہلوانی کی ضرورت نہیں چیخ کر اللہ کو پکارو جبی نسبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متوجہ ہوں گے بیٹے کی چیخ اور یاد پر ماں بے چین ہوجاتی ہے تو ستر (۷۰) ماؤں سے زیادہ محبت رکھنے والا پروردگار کیوں اپنے بندے کا مددگار نہ ہوگا۔

یقیناً ہوگا۔ پہلے نسبت تازہ کریں پھر دیکھیں۔ے

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

خطرۂ ملکی :- فرشتے کے ذریعہ جو بات دل میں ڈالی جاتی ہے۔

خطرہ رحمانی :- رحمان بذات خود جو بات بندے کے دل میں ڈالتے ہیں یہی خطرہ الہام بھی کہلاتا ہے۔

وحی :- انبیاء کرام علیھم السلام کے دل پر رحمٰن راست جو خطرہ ڈالتے ہیں وہ وحی کہلاتا ہے۔ اس کے اعتبارات مخصوص اور وھبی ہیں وحی الٰہی کی خصوصی تعبیر اور اس کا استعمال غیر نبی کے لئے نہیں۔

الہام :- اولیاء اللہ کے دل پر رحمٰن راست جو خطرہ ڈالتے ہیں وہ الہام کہلاتا ہے۔

القاء :- عام لوگوں کے دلوں میں جو اچھے خیالات آتے ہیں وہ القاء کہلاتے ہیں۔

استدراج :- کفّار سے جو خرقِ عادات کا ظہور ہوتا ہے وہ استدراج ہے یعنی ڈھیل۔

خطرات کی تمیز :- نیکی کا خطرہ آیا اور گیا تو ملکوتی ہے اور دل میں بیٹھ گیا تو رحمانی ہے

چوتھا نفس مطمئنہ :- وہ خطرہ جو رحمانی ہے جو نیکی کرائے بغیر نہیں ٹلتا اس نفس سے اللہ راضی ہوتے ہیں اس کے لئے بڑی خوشخبری ہے۔

............﴿اصلاح نفس مرغوبات میں کم مکارہ میں زیادہ ہے﴾............

جس قدر نفس کی اصلاح نفس کے مکارہ میں ہوتی ہے مرغوبات میں نہیں ہوتی۔ اصلاحِ نفس کے سلسلہ میں بڑی مشکلیں سامنے آتی ہیں ایسے وقت آدمی نفس و شیطان کے فریب میں آکر حق کو قبول کرنے کے بجائے رد کرکے خیر سے محروم ہوجاتا ہے۔

قلب

قلب کے معنیٰ الٹنا پلٹنا ہیں۔ علم تشریح الاعضاء میں قلب صنوبری شکل کے اس گوشت کے لوتھڑے کو کہتے ہیں جو انسان کے سینے کے بائیں پہلو میں ہے کیونکہ یہ دورانِ خون کا آلہ ہے اور ہر وقت حرکت میں رہتا ہے اسلئے قلب کے نام سے موسوم ہوا۔

علم النفس کی زبان میں ادب کے استعمال میں قلب اس صفت انسانی اور لطیفہٗ روحانی کو کہتے ہیں جو حواس کے جمع کئے ہوئے معلومات ومدرکات کو ترتیب دے کر نتائج واحکام کا استخراج کرتی ہے اور مناسب ونامناسب اور خوشگوار وناخوشگوار امور کے مخفی احساسات کو قبول کرتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ قلب کا اطلاق ''عقل'' کے معنی میں بھی ہوتا ہے اور وجدانِ روحانی کے معنی میں بھی جسے آج کل ضمیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے قرآنِ کریم میں قلب کا استعمال ان دونوں معنوں میں جابجا ملتا ہے۔

افلم یسیرو فی الارض فتکون لھم قلوبٌ یعقلون بھا اواٰذان یسمعون بھا فانھا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور. کیا یہ کافر لوگ ملکوں میں پھرے چلے نہیں کہ عبرت حاصل کرتے ان کے پاس دل ہوتے جن سے سمجھتے کان ہوتے جس سے وہ سنتے حقیقت یہ ہے کہ جب کسی پر اندھے پن کا برا وقت آتا ہے تو آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (حج ۴۶)۔

یہاں قلب سے عقل مراد ہے سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب یعنی عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دوں گا ۔ (ال عمران ۵۱) اور الذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم ۔ وہ لوگ کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز اٹھتے ہیں۔ (حج ۳۴) یجعل اللّٰہ ذالک حسرۃ فی قلوبھم تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے دل میں حسرت بنادے وغیرہ آیات ہیں۔

قلب سے مراد وجدان ہے کہ ہیبت، خوف اور حسرت وغیرہ شعور وجدانی ہیں کبھی دونوں معانی میں ایک ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ لھم قلوب لا یفقھون بھا ۔ ان کے پاس دل ہیں جس سے وہ سمجھتے نہیں (الاعراف ۷۹)۔

میں ایسی ہی استعمال ہوا ہے کیونکہ فقہ مطلق سمجھ کرنہیں کہتے بلکہ اس سمجھ کو کہتے ہیں جس کے ساتھ ضمیر کی پکار بھی ہو جو عمل پر آمادہ کرے اور جہاں کہیں ختم اللّٰہ علی قلوبھم (اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے) اور ام علیٰ قلوب اقفالھا (یا دلوں پر تالے لگ گئے ہیں)۔ جیسی تعبیرات استعمال کی گئی ہیں تو وہاں یہی جامع معنیٰ مراد ہیں یعنی ان کے حواس اور مشاعر معطل ہوگئے ہیں اوران کے وجدان وضمیر کی روشنی بجھ گئی ہے قلب کو وجدان حسی معنوی کے معنیٰ میں استعمال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان خوف و ہیبت اور لذت ومسرت کے وقت دل میں انقباض وانشراح محسوس کرتا ہے بلکہ بعض اوقات شدتِ غم اور وفور حسرت میں حرکت قلب بند ہوجاتی ہے اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وابصہ کے جواب میں فرمایا۔ استفت قلبک البر ما اطمانت الیہ النفس واطمان الیہ القلب والاثم ماحاک فی النفس وتردد فی الصدر ۔ اپنے دل سے پوچھو نیکی وہ ہے جس پر تمہاری طبعیت

ٹکے اور دل مطمئن ہو اور بدی وہ ہے جو طبعیت میں کھٹکے اور سینے میں الجھے پھر ان ہی معنٰی میں مزید وسعت پیدا ہوگئی اور قلب کا استعمال اس عقلی ادراک کے لئے کیا جو نفس انسانی میں موثر ہو۔

............﴿دل کی باتیں﴾............

قلب کے لفظی معنیٰ :- قلب کے لفظی معنی الٹنے پلٹنے کے ہیں قلب منقلب ہوتے رہنا اور بدلنا۔

............﴿دل کیا ہے﴾............

جسمانی اور طبی اعتبار سے بدن میں صنوبی شکل کے گوشت کے اس لوتھڑے کو دل کہتے ہیں جو سینے میں بائیں پہلو میں ہوتا ہے اور دوران خون کا مرکز ہے۔

وجہ تسمیہ :- ہر وقت حرکت میں رہنے اور احوال و کیفیات کے منقلب ہوتے رہنے اور آثار کے تبدیل ہوتے رہنے کی وجہ سے اسے قلب یعنی دل کہا جاتا ہے۔

............﴿اصل دل﴾............

نفسیاتی اور ادبی زبان میں حواس کے جمع شدہ معلومات کو ترتیب دے کر نتائج نکالنے والے اور موزوں وغیر موزوں احساسات کا ادراک کرنے والے اور اس کے آثار سے متاثر ہونے والے لطیفۂ روحانی کو دل کہتے ہیں۔ حقائق کی دنیا میں علم الٰہی کے نزول کے محل کو قلب کہتے ہیں۔

............﴿دل کی عمومی تعبیرات﴾............

عقل وجدان اور ضمیر کے مختلف الفاظ سے بھی دل کے مفہوم کو ادا کرتے ہیں

خود قرآن مجید میں ان مختلف معانی کا ثبوت ملتا ہے۔

سورۂ حج کی آیت میں کافروں کے بارے میں ذکر ہے۔ افلم یسیرو فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا اوآذان یسمعون بھا فانھا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور. عبرت حاصل کرنے کے لئے کافر زمین میں چلتے پھرتے نہیں کہ ان کے پاس دل ہوتے ہیں جن سے وہ سمجھتے' کان ہوتے جن سے وہ سنتے حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں رہنے والے دل اندھے ہوجاتے ہیں۔! ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔ یجعل اللّٰہ ذالک حسرۃ فی قلوبھم (تاکہ ان کے دلوں میں حسرت بنادے) ان آیات میں سے پہلی آیت میں عقل کے معنٰی ہیں اور دوسری آیت میں وجدان کا مفہوم ہے۔ کیونکہ خوف وحسرت وغیرہ وجدانی شعور سے متعلق ہوتے ہیں رفتہ رفتہ قلب کے معنی صرف عقلی ادراک کے نہ رہے بلکہ نفس انسانی میں مؤثر ہونے والے ادراک کو دل کہاجانے لگا۔

گویا جذبات' احساسات' افکار و خیالات اور اثر انگیز تصورات' وتصدیقات کے لئے مرکزی حیثیت رکھنے والے لطیفے کو دل کہتے ہیں جسے لطیف معنٰی کی حیثیت سے دل کا دل کہیں تو شاید بے جا نہ ہوگا۔

دل کی مرکزیت

انسان اوصاف اربعہ سے مرکب ہے۔

(۱) وصف سبعی (۲) وصف بہیمی (۳) وصف شیطانی (۴) وصف ربانی۔

ممیّزات :- آدمی جب غصہ میں آپے سے باہر اور غضب سے مغلوب ہوتا ہے تو وصف سبعی ابھرتا ہے اور آدمی درندہ پن پر اتر آتا ہے اور درندہ جیسے افعال صادر

ہونا شروع ہوتے ہیں جیسے عداوت، بغض، لڑنا، چیرنا پھاڑنا وغیرہ۔

اور جب شہوت کا تسلط ہوتا ہے اور خواہش نفس میں افراط واقع ہوتا ہے تو اس سے حیوانوں اور جانوروں کے جیسے کاموں میں ملوث ہوجاتا ہے اور حرص و ہوس طمع، اور حسد جیسے اوصاف ذمیمہ کا شکار ہوجاتا ہے۔

اور اگر مکر وفریب اور دغا و دھوکہ دے اور غرض فاسد اور مقصد کا سد ہو اور مطمحنظر شرارت ہو اور مختلف حیلوں اور تدبیروں سے شر ہی کو غالب رکھنے کی کوشش ہے تو یہ وصفِ شیطانی ہے۔

اور اگر ان تمام ذمائم اور برے افعال سے دور اور اچھے اوصاف سے متّصف ہوکر ہر چیز کا برمحل اور معتدل استعمال کرے اور سبعیت و بہیمیت اور شیطانیت سے نکل کر انسانیت وشرافت کی راہ پر چلے تو یہ وصفِ ربّانی اور ربانیت ہے۔!

چونکہ ان تمام اوصافِ اربعہ کا مجموعہ دل ہے اس لئے اس کا بننا پورے بدن کی درستگی ہے اور اس کا بگڑنا تمام بدن کا بگڑنا ہے اس لئے فرمایا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے **الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب .**

یعنی آگاہ ہوجاؤ بلا شبہ بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ درست رہتا ہے تو پورا بدن درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو پورا بدن بگڑ جاتا ہے۔

﴿افراط شہوت وغضب﴾

افراط شہوت خنزیر پن ہے افراط غضب کتا پن ہے ان میں سے ایک دوسرے کے خلاف اکسانا شیطانیت ہے اور اگر شہوت وغضب کا استعمال برمحل اور

تحتِ امر حکم مطلق ہو تو یہ حکمتِ مبالغہ ہے اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ انسان میں خنزیر' کتا' اور شیطان اور قوت عقلیہ و حکیم جمع ہیں۔

اب چونکہ یہ شہوت وغضب قدرت کی طرف سے اندرون انسان ودیعت ہیں اور ان کا تعلق دل سے ہے اسلئے اگر ان کا صحیح استعمال ہوا تو قلب درست رہتا ہے ورنہ بگڑ جاتا ہے۔

جس دل کے بننے بگڑنے پر جسد انسانی کے بننے' بگڑنے کا دارومدار ہے ہے اس لئے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ **الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب .**

آثارِ شہوت

اگر کوئی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالے اور شہوت کی اطاعت کرے تو بے حیائی' بیہودگی' حرص و ہوس' اور خوشامد حسد وغیرہ اوصاف رذیلہ پیدا ہوتے ہیں۔

نتائج غضب

اگر غصہ میں کتے کی فرمانبرداری کی گئی تو تہوّر' تعلّی' کبر' خود پسندی' استہزاء ' تحقیر' تذلیل' گالی گلوج' ایذا رسانی اور ظلم جیسے برے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

اثر شیطانیت

اگر شیطان کے پنجہ میں محبوس ہوجائے تو مذکورہ برائیوں کے ساتھ ساتھ مکر وفریب' حیلہ جوئی' دغا بازی' تلبیس' خیانت' دناءت' فحش کلامی' جیسے برے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

﴿اگر غصہ کو پابہ زنجیر کریں﴾

اگر غصہ کو پابہ زنجیر کریں تو آدمی بنتا ہے اور شجاعت، عظمت، کرم، ضبطِ نفس، صبر و حلم، عفو، ثبات قدمی اور شرافت جیسے اوصاف حمیدہ کا حامل بنتا چلا جاتا ہے۔

﴿شہوت کی حد بندی کے ثمر﴾

اگر شہوت کو حدود میں مقید رکھیں تو عفت و قناعت، زہد، ورع، تقویٰ، انبساط، حسنِ سیرت اور انوار ظاہر ہوتے ہیں۔

ان اہم امورِ مذکورہ کے پیش نظر محققین بتاتے ہیں کہ شہوت وغضب قلب کے دو خادم ہیں۔ اور فرمانبردار بھی ہیں اور عصیاں شعار بھی اگر فرمانبردار ہوں تو قلب کے لئے نجات ہے اور اگر بغاوت کر جائیں تو ہلاکت ہے۔

چونکہ ان دونوں خدام کا مرکز قلب ہے اس لئے اگر وہ اپنی قوت قلبیہ عقلیہ اور زور حکمت سے ان خدام کو برمحل استعمال کر سکے تو ٹھیک رہے گا ورنہ دل بگڑ جائے گا جس کے بننے اور بگڑنے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے بدن کا بننا بگڑنا فرمایا ہے۔

﴿دل کا مقام و مرتبہ﴾

مثال اوّل :- دل بادشاہ ہے پورا بدن اس کی مملکت ہے عقل اس کا وزیر و مشیر ہے اور اعضاء و جوارح کی حیثیت عمل کی ہے اس بدن میں غصہ کی حیثیت باڈی گارڈ کی ہے اور شہوت اس کا ملازم ہے۔ اور اس کے ذمہ عملے کو غذا کی فراہمی اور ضروریات کی تکمیل ہے اگر وہ دردمند اپنے مشیر کی خلاف ورزی کر کے مکر وفریب سے

کام لیتا ہے اگر ایسے وقت محافظ غضب سے اس کی تادیب نہ کریں تو ساری حکومت بد نظمی کا شکار ہوکر تباہی کے گڑھے میں اتر جائے گی۔

مثالِ دوّم :- دل بادشاہ ہے بدن شہر ہے عقل حاکم اور ظاہری و باطنی اعضاء اس کے اعوان و انصار ہیں مگر شہوت وغضب حاکم کی مخالفت کر کے خود ہی حاکم بنناچاہتے ہیں اس کشمکش میں شہوت وغضب اگر مغلوب ہوجائیں تو حاکم و سپاہی اور مددگار بھی بچیں گے شہر بھی محفوظ رہے گا اور بادشاہ بھی پرسکون ہوگا وگرنہ اگر بادشاہ بے سکون ہوکر ختم ہوجائے تو پھر نہ حاکم باقی رہے گا اور نہ اعوان۔

مثالِ سوّم :- عقل ایک ایسا سوار ہے جو برائے شکار جارہا ہو۔ اب اگر شاہ دل کے خصوصی مددگار شہوت وغضب اپنا کام صحیح کریں یعنی شہوت جس پر بیٹھ کر شکار کے لئے جانا ہے غضب ایک کتا ہے جس کے ذریعہ شکار پکڑنا ہے اب اگر کلبِ غضب کی تعلیم ہوئی اور شہوت کا گھوڑا بھی تربیت یافتہ ہوا اور غضب کا کتا بھی سدھایا ہوا ہو تو پھر عقل بادشاہ کے لئے بہت کچھ کرسکتی ہے اور اگر یہ سب بادشاہ دل کے قابو میں نہ رہے تو پھر دل سے لیکر اعضاء و جوارح تک سبھی کے لئے بربادی ہے۔

اسلئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دل درست ہے تو سب درست ہے اور اگر دل بگڑ جاتا ہے تو سب بگڑ جاتا ہے۔

...........﴿دل کے جاسوس﴾...........

یہ جاسوس دو طرح کے ہیں۔

(۱) ظاہری (۲) باطنی ۔ ان میں بعض وہ ہیں جو اعضائے ظاہری کو اپنا مسکن بنائے ہوئے ہیں۔ یہ ۔(۱) سمع (۲) بصر، شم، ذوق، لمس ہیں اور دوسرے اندرونی جاسوس

خیال، حافظہ، ذکر، فکر حسِ مشترک، ان تمام جاسوسوں کا مسکن دماغ ہے۔ سننا، دیکھنا سونگھنا، چکھنا، چھونا، یہ وہ خدام ہیں جو اشیاء کی حقیقتوں کا ادراک کرتے ہیں اگر گوشت پوست ہڈی، چربی وغیرہ یہ ان کے آلات واسباب ہیں اور ظاہری خادم بھی۔

یہ باطنی خدام اصل میں ادراک کرنے والی قوتیں ہیں اگر دل نے ان جاسوسوں کو بہتر بنایا اور اپنے کنٹرول میں رکھ کر ہر ایک کو اس کا جائز حق دیتا رہا تو باعثِ نجات ہے ورنہ باعثِ عذاب ہے۔ دل نے اگر ان جاسوسوں سے قوت عقلیہ کے ذریعہ صحیح کام نہ لیا تو بادشاہ دل اور اس کی مملکت ہلاکت سے دوچار ہوگی جس طرح حدیث میں وضاحت کی گئی ہے۔

دل کی حالتیں عمل سے پہلے

کسی کام کے لئے سب سے پہلے جو چیز دل پر وارد ہوتی ہے اسے خاطر کہتے ہیں یہ خاطرِ اوّل کے بعد طبعیت میں ہیجان اور شہوت کو تحریک ہوتی ہے تو رغبت ہوتی ہے اس خاطرِ دوّم کو میلان کہا جاتا ہے۔ جب اس رغبت کو پورا کرنے کی طرف دل مثبت قدم اٹھاتا ہے تو اس کو خاطرِ سوّم اور اعتقاد کہا جاتا ہے۔ خاطرِ سوّم کے بعد کام کرنے کے لئے عزم ہوجاتا ہے اسے قصد، نیت کہتے ہیں یہ خاطرِ چہارم ہے۔

خاطر کی وجہ تسمیہ

خاطر کو خاطر اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ دل پر طاری ہوتے ہیں ان ہی خواطر سے دل کو تحریک ملتی ہے اس لئے کہ کسی خیال کے دل میں گزرنے کے بعد ہی نیت، ارادہ عزم پائے جاتے ہیں۔

﴿کس سے کس کو قوت ملتی ہے﴾

افعال کی ابتداء خاطر سے ہوتی ہے پھر خاطر سے رغبت سے نیت وعزم کو تقویت وتحریک ملتی ہے اور پھر عمل کا صدور ہوتا ہے۔

﴿دو خطرے﴾

ایک وہ خطرہ جو عاقبت کے لئے مفید ہو۔ دوسرا وہ خطرہ جو عاقبت کے لئے مضر ہو اس میں جو محمودِ خاطر ہے اسے عرفاً الہام کہتے ہیں اور جو مذموم خاطر ہے اسے عرفاً وسوسہ کہتے ہیں۔

﴿تین خطرے﴾

ایک تشریح یہ ہے کہ خواطر تین قسم کے ہیں ایک وہ جو یقینی طور پر خیر کے داعی ہوں' دوسرے وہ جو یقینی طور پر شر کے داعی ہوں' تیسرے وہ جو الہام اور وسوسہ کے درمیان ہے جس میں باوثوق طور پر نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ فرشتے کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے اور یہ تذبذب اس وقت اور بھی قوی ہوجاتا ہے جب شر خیر کی صورت میں ہو اسی قدر خطرناک اور نازک تر ہوجاتا ہے عامی تو عامی خصوصی علم و فضل رکھنے والے بھی اس کے فریب کا شکار ہوجاتے ہیں ان تمام تفصیلات کے ساتھ ساتھ امامِ غزالیؒ نے ایک اور مثال دی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شیطان عالم کو اس کا عالم ہونا سمجھاتا ہے پھر قوم کی حالتِ زار سناتا ہے پھر اصلاحِ قوم پر اکساتا ہے پھر اس کے منصب کا پاس و لحاظ کراتا ہے پھر وضع قطع لباس و خوش وضعی تحسین و تجمل اور انداز گفتگو ناز و نیاز کے ریاکارانہ روپ پر ابھارتا ہے پھر عجب خود پسندی اور

خود فریبی میں مبتلا کرتا ہے پھر اپنی جاہ و مقبولیت کے لئے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرانے میں مصروف ہو جاتا ہے آخرش تباہی کے غار میں دھکیل کر دم لیتا ہے یہ نازک تر خاطر ہے اس موقع پر چاہئے کہ آدمی اپنی حقیقت کو ہمیشہ مستحضر رکھے صحیح علم اور اس پر اخلاص والے عمل کے لئے دعا مانگتا رہے۔

اسی موقع پر خواطر اربعہ جن کا ذکر ہم نے کیا ہے ان کے احکام بھی سن لیجئے تا کہ انشراح بھی ہو جائے اور کچھ دینی شبہات کا ازالہ بھی۔

خاطرِ اوّل اور خاطرِ دوّم یعنی حدیث النفس اور میلانی طبع غیر اختیاری ہیں ان پر گرفت نہیں جیسا کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی روایت اس سلسلہ میں دلیل بن سکتی ہے اس روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں بیوی کو طلاق دے دوں آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو نکاح میری سنت ہے انہوں نے کہا کہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں اپنے کو خصی کرلوں' فرمایا ایسا نہ کرو میری امت میں خصی ہونا ہمیشہ روزہ رہنا ہے انہوں نے عرض کیا میرا دل یہ کہتا ہے کہ تارک الدنیا راہب بن جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو میری امت میں رہبانیت میں جہاد اور حج ہے عرض کیا میرا دل چاہتا ہے کہ گوشت چھوڑ دوں' آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو گوشت مجھے مرغوب ہے مل جاتا ہے تو کھالیتا ہوں' اگر میں اللہ سے درخواست کروں تو وہ مجھے کھلا دیگا۔ واضح ہو کہ یہ وہ خواطر ہیں جن پر عمل نہیں ہوا تھا صرف حدیث النفس اور میلان طبعی کے درجہ میں تھے اسلئے مواخذہ نہیں۔ مضمون کی اہمیت کے پیش نظر بضمن خطرات چند اشارات بہ تکرار۔

خواطرِ دل کی کچھ صورتیں ذکر کرتے ہیں جن کو اس وقت اتنا اجمالاً سمجھ لیجئے

کہ خطرات کی چار صورتیں ہیں (۱) خطرۂ نفسانی (۲) خطرۂ شیطانی (۳) خطرۂ ملکی (۴) خطرۂ رحمانی۔ اور اس وقت خطرۂ نفس و شیطان اور خطرۂ ملک و رحمٰن کے درمیان امتیاز و پہچان کے لئے اتنا یاد رکھیئے کہ اگر خطرہ خیر کی طرف دعوت دے رہا ہے تو یہ داعی فرشتہ ہے او اگر یہ خیر اتنا قوی ہے کہ محکم اور واقع ہوجائے تو خطرۂ رحمانی ہے اگر خطرہ شر کی طرف بلا رہا ہے تو یہ خطرہ داعی شر نفس و شیطان ہے اگر ایک ہی بُرے کام کو بہ اصرار پورا کرانا چاہتا ہے تو یہ خطرۂ نفسانی ہے اور ایک برے کام کی طرف دعوت دے اور یہ شخص نہ مانے تو دوسرے شر میں یا پھر تیسری برائی میں اس طرح کسی نہ کسی صورت میں ملوث کرے تو یہ وسوسۂ شیطانی ہے اس لئے شرعاً وسوسۂ شیطان کے انسان کو ورغلانے' بہکانے اور نیکی سے ہٹانے اور بدی پر ابھارنے ہی سے عبارت ہے حدیث میں ہے کہ شیطان انسان کے دل کو اپنی آماجگاہ بناتا ہے اور ابن آدم کے خون میں سرائیت کرتا اور برائی پر برانگیختہ کرتا ہے اس لئے وساوسِ نفس و شیطان سے خدا کی پناہ مانگنے کا ذکر بکثرت قرآن و حدیث میں آیا ہے۔

بہرحال اصل صاحب دل وہ ہے جو خیر ہی کو اپنائے اور نفس و شیطان کو مغلوب کردے۔ یہی توفیق الٰہی ہے۔

.... دل ....

مسجد کوثر گیارہ ستمبر ۱۹۷۸ء یکشنبہ بعد نماز فجر حضرتؒ کا بیان کردہ اور تحریر کردہ مضمون پیش قارئین ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔ ان فی جسد ابن اٰدم مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہٗ الا

وھی القلب ۔ بے شک انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ اچھا رہتا ہے تو تمام بدن اچھا رہتا ہے جب وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے سنو وہ دل ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے جسم کا بناؤ بگاڑ اسی دل پر ہے سارے اعضاء و جوارح اسی سے مربوط ہیں سر کے بالوں کو خون اسی سے پہنچ رہا ہے اوران کی حیات اسی خون سے ہے پیر کے ناخن کو خون اسی دل سے پہنچ رہا ہے ۔ حیات کا ذریعہ بن رہا ہے۔دماغ کی حیات اسی دل کی حرکت سے ہے' ہاتھوں کو اسی دل سے حرکت مل رہی ہے پیروں کو اسی دل سے طاقت مل رہی ہے ۔ آنکھوں میں روشنی اسی دل سے آرہی ہے کانوں میں آواز اسی دل سے آرہی ہے تمام جسمانی بیماریوں کا تعلق اسی دل کی حرکت اور دل کے خون سے ہے ۔ جسم کا ذرہ ذرہ اسی دل کی حرکت سے زندہ ہے دل خاموش ہوجائے تو پورا جسم خاموش ہوجاتا ہے بلکہ موت اسی کا نام ہے حرکتِ دل میں فرق آیا تو تمام جسمانی اعضاء میں فرق آیا اور سارا جسمانی نظام درہم برہم ہوگیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جس طرح ظاہری حالت سے متعلق ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ باطنی حالت سے متعلق ہے۔

یہی دل ایمان و یقین کا معدن ہے اللہ کی محبت کا مخزن ہے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا منبع ہے دل اچھا ہے تو اس میں ایمان بھی ہے یقین بھی ہے توحید بھی ہے استقامت بھی ہے اور اللہ کے رسول کی محبت بھی ہے اطاعت بھی ہے دل اچھا ہے تو صوم وصلوٰۃ آسان' حج وزکوٰۃ آسان' جہاد آسان' قربانی آسان' جان ومال کا لٹانا اور اپنے کو مٹانا آسان' صالحیت وشہادت آسان' صدیقیت وتصدیق نبوت آسان۔

دل اچھا ہوتو آنکھوں اور کانوں سے گناہ کرنا مشکل ہوتا ہے' ہاتھ و زبان سے گناہ کرنا مشکل ہوتا ہے دل اچھا ہوتو کھانا پینا' پہننا اوڑھنا تجارت و ملازمت کاروبار معاملات غرض زندگی کا ہر شعبہ اچھا ہوجاتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے بچ جاتا ہے اور صالحیت کی تکمیل ہوجاتی ہے۔

اور جب دل خراب ہوجاتا ہے تو اس کی خرابی کے نتائج بھی سنیئے ۔ دل کی خرابی کا نتیجہ کفر وشرک ہے دل کی خرابی کا نتیجہ فسق و فجور ہے' دل کی خرابی کا نتیجہ حرام خوری اور سینما بینی ہے' دل کی خرابی کا نتیجہ معصیت ہے۔

الغرض دل کی خرابی سے ہر معصیت کا ظہور ہوتا ہے اور دل کی بھلائی سے ہر خیر کا ظہور ہوتا ہے۔ دل کی بھلائی پوری زندگی کی بھلائی ہے۔ الحمد للہ۔

............﴿جودل مقبول نہیں﴾............

دل دنیا میں مشغول ہونے سے عطاء الٰہی سے محروم کردیئے گئے ۔!

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے چند زاہد و عابد لوگوں پر گزر ہوا ان لوگوں کے گالوں پر آنسو بہہ رہے تھے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ ان بندوں پر رحم فرما اور ان کو تسلی عطا فرما' جواب ملا اے موسیٰ علیہ السلام میں ارحم الراحمین ہوں اور سینوں میں چھپے سب رازوں سے واقف ہوں یہ لوگ مستحق رحم نہیں ہیں کیونکہ یہ جسموں سے میری عبادت میں مصروف ہیں مگر دلوں میں دنیا کا میلان ہے۔

﴿ قول یحییٰ بن معاذؒ دل کے بارے میں ﴾

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ قلب ایک خالی حصہ ہے۔ جواہر الٰہیہ سے اسے بھرا جاتا ہے قدسی باغوں سے اسے گھیرا جاتا ہے اس کے نیچے سے لہریں آرپار ہوتی ہیں اللہ پاک ہر لحظہ اس پر رحمت کی نگاہ فرماتے ہیں اور اس کے اور اپنے درمیان حائل ہونے والی چیزوں کو دور فرماتے ہیں یاد رکھو یہ فضیلت اور مہربانی اس بندے کے لئے ہے جو اللہ سے کیئے ہوئے عہد و وعدہ کو پورا کرتا ہے۔

﴿ ارشاد ایک عارف کا ﴾

کسی عارف سے پوچھا گیا کہ بندہ اپنے کھوئے ہوئے قلب کو کب حاصل کرتا ہے۔ اس نے کہا جب قلب میں حق کا نزول ہوتا ہے۔ پوچھا گیا کہ حق کا نزول کب ہوتا ہے اس نے کہا غیرِ حق جب اس میں سے نکل جائے۔

﴿ معاملاتِ دل ﴾

معاملات دل دس ہیں۔(۱) خطرات (۲) حدیث نفس (۳) ہمت (۴) فکر (۵) ارادہ (۶) رضا (۷) اختیار (۸) نیت (۹) عزیمت (۱۰) قصد۔

اعمال سے پہلے دل ان دسوں معاملات سے گزرتا ہے معاملہ کے اعتبار سے عمل کا مقام اور درجہ ہوتا ہے۔ اللہ جس کو جو درجہ چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

(۱) جو شخص اللہ کے لئے خالص عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خطرات کے موقع پر دل کی حفاظت کرتا ہے یہ شخص مقربین کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔

(۲) جو شخص اللہ کے خالص عمل کرتا ہے اللہ ہمتوں کے موقع پر قلب کی حفاظت

کرتا ہے یہ شخص مخلصین کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔

(۳) ایسے ہی ارادہ کے موقع پر حفاظت کی وجہ سے مریدین کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔

(۴) اختیار کے موقع پر حفاظت کی وجہ سے متقین کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔

(۵) نیت کے موقع پر حفاظت کی وجہ سے زاہدین کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔

(۶) عزم کے موقع پر حفاظت کی وجہسے منیبین کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔

(۷) قصد کے موقع پر حفاظت کی وجہ سے مجتہدین کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔

(۸) اور ظاہر عمل کے موقع پر حفاظت کی وجہ سے عابدین کے درجہ پر قائم ہوتا ہے۔ عابدین کا درجہ عام موحدین کا درجہ ہے۔ (مستفاذ از کتاب حضرت رفاعیؒ)

.... ﴿اہلِ معرفت کے دل﴾ ....

اہل معرفت کے قلوب روئے زمین پر اللہ پاک کے خزانے ہیں جن میں اس کے علم کے انوار، اس کی معرفت کی نشانیاں، اس کی محبت کے حقائق، اور اس کی حکمت کے لطائف واسرار ودیعت کیئے گئے ہیں۔ اللہ کا لطف وفضل جس بندے کو عطا ہوجائے وہی ان قیمتی ذخائر سے حصہ پا سکتا ہے۔

دوسری طرف عارف کو بھی چاہئے کہ وہ اس مرتبہ ومقام کی حفاظت کے لئے صلاح وفساد کے درمیان تمیز رکھے جمیع امور میں ابلیس کے کید سے چوکنا رہے اور خدا سے حفاظت کی التجا کرے اور خاص طور سے قلب میں اغیار کا داخلہ بند رکھے۔

.... ﴿غافل اور کاہل دل کو خطرہ﴾ ....

اعمال اور قلوب میں بڑا فرق ہے جتنی لطافت ونزاکت قلوب کی ہے اعمال

کی نہیں اعمال کا بگاڑ اس درجہ خطرناک نہیں۔ جس درجہ قلب کا بگاڑ ہے سب سے زیادہ کمزور، ناقص اور محروم شخص وہ ہے جو قلب کی تطہیر اور پاکیزگی میں کاہل بنا رہا۔

اسحٰق بن ابراہیمؒ ذکر الٰہی میں رہتے اور دل کی یاد حق میں مشغولیت کی اہمیت کے لئے کہا کرتے کہ اگر تیرا دل اللہ کی طرف ذرّے کی مقدار بھی متوجہ رہے تو تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

بکر بن عبداللہؒ فرماتے ہیں قلب منیب والا شخص اپنے جسم کے ساتھ زمین پر چلتا ہے لیکن اس کے قلب کی لو اللہ سے لگی رہتی ہے ان سے پوچھا گیا کہ قلب سلیم کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ قلب جو علائق دنیا سے خالی ہو اور حب مولیٰ سے پر ہو، آزمائشوں پر شکوہ نہ کرے اور تقویٰ کے درجہ سے تنزل نہ کرے اور فرمایا کہ جو بندہ یہ نہ سمجھتا ہو کہ کونین کی کار پرداز وکارساز ہستی صرف خدا کی ہے اس کا قلب جاری نہیں بلکہ مقفل ہے۔

............﴿ دل کو اغیار سے خالی کرو! ﴾............

حکایت ہے کہ ایک شخص مسجد کے اندر گھوم رہا تھا، اس سے پوچھا گیا کہ کیا ڈھونڈ رہے ہو، اس نے جواب دیا کہ خالی جگہ دیکھ رہا ہوں، جہاں نماز پڑھ سکوں، اس سے کہا گیا کہ اپنے قلب کو اغیار سے خالی کرو اور جس جگہ چاہو نماز پڑھ لو، یاد رکھو! قلب میں جس قدر متعلق باللہ ہوتا ہے اس قدر اس کو قرب ملتا ہے۔ اللہ پاک بندے کے قلب کو غیر سے متعلق دیکھتے ہیں تو اس کو اپناتے نہیں بلکہ غیر ہی کے حوالے کردیتے ہیں۔

............﴿ حقیقتاً آباد دل کون؟ ﴾............

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ اگر قلب کو دنیا کے درمیان میں رکھو تو بجھ جاتا

ہے اور اگر عقبیٰ کے درمیان میں رکھو تو کمھلا جاتا ہے اور اگر مولیٰ کے درمیان میں رکھو تو کھل اٹھتا ہے ۔ کہا گیا کہ دنیا بری و خراب ہے لیکن وہ قلب اس سے ابتر و خراب ہے جو دنیا کو چاہنے والا ہے۔ آخرت آباد و خوشگوار رہے لیکن وہ قلب اس سے زیادہ آباد و خوشگوار رہے جو اس کا چاہنے والا ہے ۔ کہا گیا کہ جو بندہ نفس کو ویران بناتا ہے وہ ''قلب'' کو آباد کرتا ہے۔

اہل قلب کون؟

حضرت واحدؒ سے پوچھا گیا کہ اہل قلب کون ہیں؟ آپ خاموش رہے ۔ پھر پوچھا گیا کہ آپ بولتے کیوں نہیں؟ فرمایا کہ میرا قلب' گفتگو میں مصروف و مشغول ہے ۔ پوچھا گیا کہ کس کے ساتھ ؟ فرمایا مقلب القلوب کے ساتھ۔

غذائے دل

زبان کی غذا عمدہ ذائقہ' کان کی غذا عمدہ آواز' آنکھوں کی غذا حسین مناظر اور دل کی غذا محبت ہے ۔ اگر غذا ناقص ہوگی تو صحت خراب ہوجائے گی ۔ یاد رہے دنیا کے تمام محبوب ناقص ہیں' فانی ہیں ۔ جو شخص اپنے دل کو ناقص و فانی محبوبوں کی محبت کی ناقص غذا دے گا اس کا دل کمزور' بے کیف' زوال پذیر ہوگا ۔اس لئے اولیاء اللہ اور اہل دل بزرگ اپنے دل کو محبوب کامل سے جوڑ لیتے ہیں تو دل کو کامل غذا ملے گی اور دل کی انتہائی صحت مند اور عالم کیف و سرور سے معمور رہے گا ۔

وہ اللہ جو ساری کائنات کی لیلاؤں کو نمک دے سکتا ہے۔ سارے جہاں کے حسن پیدا کرنے والا پروردگار کیسا کچھ حسن و جمال کا مالک اور پرنور ہوگا ۔ جب وہ

مولائے کائنات دل میں آجائے تو ساری دنیا نگاہوں سے گر جائے گی بادشاہوں کے تخت و تاج نیلام ہوتے نظر آئیں گے۔ پس وہ اللہ جب اپنی تجلیات خاصہ کے ساتھ اس دل میں آجائیں گے تو ساری دنیا سے استغناء پیدا ہوجائے گا۔ جو لوگ مرنے والوں پر مرتے ہیں ان کو اہل دل نہیں کہا جاسکتا کیونکہ ان کے دل مٹی پر مٹی ہوکر مٹی ہوچکے ہیں۔ اہل دل ان کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو دل دیتے ہیں جس نے دل کو بنایا جن کے دل اللہ پر فدا ہوگئے وہ اہلِ دل ہیں۔(از کتاب حکیم اختر مدظلہ)

حضرت ابوعبداللہ بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ من اراد ان یکون حیا فی حیواتہٖ فلا یسکن الطمع فی قلبہٖ.

جو شخص اپنی زندگی کو سکون قلب کے ساتھ گزارنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ دل میں طمع کو جگہ نہ دے۔ حریص آدمی دنیا میں مردہ حال ہوتا ہے۔

آپ نے ایک اور ارشاد میں فرمایا خلق اللہ القلوب مساکن الذکر فصارت مساکن الشھوات من القلوب الاخوف مزعج اوشوق مغلق ۔ یعنی اللہ رب العزت نے دلوں کو ذکر الٰہی کا مقام بنایا ہے پھر جب وہ نفس کی پیروی کرتے ہیں تو خواہشات کی جگہ بن جاتے ہیں۔ شہوتوں سے دلوں کی پاکیزگی یا تو بے قرار کرنے والے خوف سے ہوتی ہے یا بے آرام کرنے والے شوق سے۔ معلوم ہوا کہ خوف اور شوق ایمان کے دو ستون ہیں جب دل ایمان کا مسکن ہے نہ طماع ہوسکتا ہے نہ خواہشات کا غلام کیونکہ طمع و شہوت سے دل پریشان رہتے ہیں اس لئے قلوب میں ذکر وقناعت ہونا چاہیئے۔

............﴿چند آیات الٰہیہ متعلقہ بہ دل﴾

(۱) وازلف الجنة للمتقين غيربعيد هذا ماتوعدون لكل اواب حفيظ من خشى الرحمٰن بالغيب وجاء بقلب منيب. ادخلوها بسلٰم ذالك يوم الخلود لهم مايشاؤن فيها ولدينا مزيد

(۲) ان فى ذالك تعبرة لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد (ق)

(۳) ولاتطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هواه وكان امره فرط (كهف)

(۴) يوم لاينفع مال ولابنون الامن اتى اللّٰه بقلب سليم .(شعراء)

(۵) واذ يقول المنافقون والذين فى قلوبهم مرض ماوعدنا اللّٰه ورسوله الا غرورا. (احزاب)

ترجمہ:-

(۱) جنت پرہیز گاروں کے قریب لائی جائے گی دور نہ ہوگی یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر رجوع کرنے والے پابندی کرنے والے سے جو خدائے رحمٰن سے بغیر دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع ہونے والا دل لے کر آیا اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے اس میں ان کو جو چاہیں گے ملے گا اور ہمارے پاس بھی بہت کچھ زیادہ ہے۔

(۲) اس کو جس کے اندر دل ہے یا لگائے کان دل لگا کر۔اسمیں ضرور نصیحت ہے۔

(۳) اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا ہے اپنی خواہش کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا۔

(۴) جس دن کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے۔مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لے کر دل محفوظ۔

(۵) اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا۔

فائدے :-

یعنی جنت ان سے دور نہ ہوگی اس کی تروتازگی اور بناؤ سنگھار دیکھیں گے یعنی جنہوں نے دنیا میں خدا کو یاد رکھا اور گناہوں سے محفوظ ہو اس کی طرف رجوع ہوئے اور بغیر دیکھے اس کے قہر و جلال سے ڈرنے اور ایک پاک و صاف رجوع ہونے والا دل لیکر حاضر ہوئے اس جنت کا وعدہ ایسے لوگوں سے کیا گیا تھا وقت آ گیا ہے سلامت و عافیت کے ساتھ اس میں داخل ہوں۔ فرشتے ان کو سلام کریں اور ان کے پروردگار کا سلام پہنچائیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اس دن جس کو جو کچھ ملا ہو ہمیشہ کے لئے ہے اس سے پہلے ایک بات پر ٹھہراؤ نہ تھا یعنی جو چاہیں گے وہ ملے گا اس کے علاوہ وہ نعمتیں ملیں گی جو ان کے خیال میں بھی نہیں۔ مثلاً دیدار الٰہی کی لذت بے قیاس اور ممکن ہے ولدینا مزید سے یہ عرض ہو کہ ہمارے پاس بہت ہے۔ جنتی کتنا ہی مانگیں سب دیا جائے گا اللہ کے ہاں اتنا دینے پر بھی کوئی کمی نہیں آئیگی نہ اس کے لئے کوئی رکاوٹ ہے پس اتنی بے شمار و بے حساب عطایا کو مستبعد نہ سمجھو۔ عبرتناک واقعات میں غور و فکر کر کے وہی لوگ نصیحت حاصل کر سکتے ہیں جن کے سینے میں سمجھنے والا دل ہو از خود ایک بات کو سمجھ لیں یا کم از کم کسی سمجھانے والے کے کہنے پر دل حاضر کر کے کان دھریں۔ کیونکہ یہ بھی ایک درجہ ہے کہ آدمی خود متنبہ نہ ہو تو دوسرے کے متنبہ کرنے پر ہوشیار ہو جائے۔ جو شخص نہ خود سمجھے نہ کسی کے کہنے پر توجہ کے ساتھ کان

لگائے اس کا درجہ اینٹ پتھر سے زیادہ نہیں۔(ق)

یعنی جن کے دل دنیا کے نشہ میں مست ہوکر خدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش میں مشغول رہتے ہیں اور ہوا پرستی میں آگے رہنا ان کا شیوہ ہے ایسے بدمست کی بات پر آپ کان نہ دھریں خواہ وہ بظاہر کیسے ہی دولت مند اور جاہ و ثروت والے ہوں روایات میں ہے کہ بعض صنادید قریش نے آپ سے کہا کہ ان رذیلوں کو اپنے پاس سے اٹھادیجئے تاکہ سردار آپ کے پاس بیٹھ سکیں۔ ممکن ہو آپ کے قلب میں یہ خیال گزرا ہو کہ ان غرباء کو تھوڑی دیر علیحدہ کردینے میں کیا مضائقہ ہے وہ تو پکے مسلمان ہیں مصلحت پر نظر کرکے رنجیدہ نہ ہونگے۔ یہ دولت مند اس صورت میں اسلام قبول کرلیں گے اس پر یہ آیت اتری کہ آپ ہرگز متکبرین کا کہنا نہ مانیئے کیونکہ یہ بے ہودہ خواہش ہی ظاہر کرتی ہے کہ ان میں حقیقی ایمان کا رنگ قبول کرنے کی استعداد نہیں۔ پھر محض موہوم فائدہ کی خاطر مخلصین کا احترام کیوں نظر انداز کیا جائے۔ نیز امیروں اور غریبوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنے سے احتمال ہے کہ عام لوگوں کے قلوب میں معاذ اللہ پیغمبر کی طرف سے نفرت اور بدگمانی پیدا ہوجائے۔جس کا ضرر اس ضرر سے کہیں زیادہ ہوگا۔ جو ان متکبرین کے اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں متصور کیا جاسکتا ہے۔ (کھف)

یعنی جو دل بے روگ ہوگا وہی کام کا ہوگا۔ اور جو کفر و نفاق سے پاک ہوگا اور فاسد عقیدوں سے پاک ہوگا وہی دل کام دے گا۔ بھلا بے روگ دل جو کفر و نفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہوگا وہی وہاں کام دے گا۔ ترے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے۔ اگر کافر چاہے قیامت میں مال و اولاد فدیہ دے کر جان چھڑالے تو ممکن

نہیں یہاں کے صدقہ و خیرات اور نیک اولاد سے بھی کچھ نفع کی توقع اسی وقت ہے جب اپنا دل کفر و پلیدی سے پاک ہو (شعراء)

اس قوت مدرکہ کو جو دل سے خاص مناسبت اور خصوصی تعلق رکھتی ہے وہ تمام اعضاء انسانی سے کام لیتی ہے مگر دل کے واسطے سے یہ قلب انسانی اور لطیفہ ربانی اپنے مملکت بدنیہ میں بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے بدن اس کا مستقر و مملکت ہے اور اعضاء و جوارح کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے شاہی عملہ کی ہوتی ہے۔ عقل کو وزیر و مشیر کا درجہ حاصل ہے اور قوت غضب اور غصہ کا وصف کوتوال شہر اور باڈی گارڈ کی طرح ہے۔مگر شہوت اس کا ایک بری عادتوں والا ملازم ہے وہ اس وزیر کی رائے کے خلاف کرتی ہے اور تدبیر عقل سے انحراف کرتی ہے بظاہر شہوت خیر خواہ نظر آتی ہے اس کے ذمہ میں اہلیان سلطنت کے لئے غذا کا انتظام رہتا ہے مگر وہ دھوکہ اور فریب میں گرفتار کردیتی ہے۔ بادشاہ کا کام یہ ہے کہ وہ وزیر کی تدبیر پر عمل کرے اور دھوکہ باز غلام سے دور رہے۔ باڈی گارڈ کی تادیب کرے اور غلام پر بھی نظر رکھے اور اس طریق پر رہے کہ غضب کے محافظ کے ذریعہ شہوت کے غلام پر ضرب لگائے اور کبھی غضب کے غصہ کو کم کرنے کے لئے شہوت کے ذریعہ مدد چاہتا رہے۔تو اس کے قویٰ اعتدال پر رہیں گے۔یوں بھی کہا جاسکتا ہے۔

بدن ایک شہر ہے عقل اس کی حاکم ہے ظاہری اور باطنی حواس اس کے معاون و مددگار سپاہی ہیں۔ اعضاء انسانی رعایا ہیں نفس امارہ بالخصوص شہوت و غضب حکومت چھین لینے اور رعایا کو سلادینے یا مغلوب کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں بدن محاذ جنگ کی طرح ہے اس میں اگر مذکورہ حاکم کو غلبہ ملا اور دشمن مغلوب ہوا

تو کامیاب اور قابل خراج تحسین ہے اگر دشمنوں کا غلبہ ہو گیا تو حاکم کو اور اس کے ذمہ دار کو اپنی غفلت کی سزاء بھگتنی پڑتی ہے۔ایک تعبیر یہ بھی ہے۔

عقل' شکار کے ارادے سے نکلنے والا ایک سوار ہے شہوت اس کا گھوڑا ہے غضب اس کا کتا ہے اگر وہ سوار ماہر گھوڑا سدھا ہوا۔ کتا تعلیم دیا ہوا ہو تو شکاری کامیاب ہوگا اگر شکاری شکار کے طریق سے ناواقف' گھوڑا سرکش اور کتا دیوانہ ہو تو جو بھی حشر ہو ظاہر ہے۔ ناواقفیت جہالت ہے سرکشی غلبہ شہوت اور دیوانہ کتا غلبہ غضب کے مشابہہ ہے۔

﴿قلب کے لشکر﴾

دل کے دو لشکر ایک وہ جو ظاہری آنکھ سے دکھائی دیتا ہے۔

دوسرا وہ ہے جو عقل کی آنکھ سے نظر آسکتا ہے عقلی آنکھ محسوس کرتی ہے۔ ظاہر میں نظر آنے والا لشکر جو ہے اس میں آنکھ' کان' زبان' ہاتھ' پاؤں اور اعضاء و جوارح شامل ہیں۔

﴿قلب کے خادم﴾

قلب کے خادم کئی طرح کے ہیں بعض وہ ہیں جو فائدے کے حصول کے لئے مصروف خدمت رہتے ہیں جیسے بھوک' شہوت وغیرہ' اور بعض وہ ہیں جو دفع ضرر اور نقصان سے بچانے کے لئے مشغول خدمت ہیں جیسے غصہ اس قسم کے خادم کو ارادہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اعوان وخدام کون ہیں۔ ادراک کرنے والی قوتیں ہیں۔ جن کا مسکن دماغ ہے ظاہری اعضاء میں رہنے والی قوتیں سمع' بصر' شم' ذوق اور لمس ہیں

اور دماغ کو مسکن بنا کر رگوں میں سکونت پذیر رہنے والی قوتیں جن کو آدمی آنکھ سے نہیں عقل سے دیکھتا ہے۔

کسی چیز کی تصویر اپنے دل میں پاتا ہے۔ اسے خیال کہتے ہیں پھر یہ صورت کسی چیز کے یاد رکھنے سے اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اسے حافظہ کہتے ہیں پھر جو چیز حافظہ میں رہ جائے اور اس میں غور کر کے بعض کو بعض سے ملائے اور جو بھول جائے اسے یاد کرے اور بھولی ہوئی صورت دوبارہ یاد آجائے اور تمام معانی محسوسات کو حس مشترک اپنے خیال میں جمع کرلے اور اسے ذکر' فکر' اور حس مشترک کہتے ہیں۔

.... خصوصیات قلب ....

انسانی دل کے ساتھ دو چیزیں خاص ہیں ایک علم دوسرے ارادہ۔ علم سے مراد دنیوی اور اخروی امور اور عقلی حقائق کا علم ہے ان میں حیوانات' انسانوں کے ساتھ شریک نہیں۔

ارادہ سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی انسان کسی امر کے انجام پر نظر ڈالتا ہے اور اس میں بہتری نظر آتی ہے تو اس میں اس کے حصول کا شوق اور حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور عقل انسانی اس کی افادیت سمجھاتی ہے تو ارادہ کرتا ہے یا عقل انسانی کسی چیز کی مضرت سمجھاتی ہے تو مضر سمجھ کر روکنے کا ارادہ کرتا ہے۔

.... قلب کی قسمیں ....

مسند احمد اور طبرانی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت منقول ہے جس میں دل کی قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

فرمایا۔ القلوب اربعة قلب اجرده فيه سراج يزهر ذالک قلب المؤمن . وقلب اسود منكوس فذالک قلب الكافر . وقلب اغلف مربوط علیٰ غلافه فذالک اقلب المنفق وقلب مصفح فيه ايمان و نفاق فمثل الايمان فيه كمثل البقلة يمدها الماء الطيب ومثل النفا ق فيه كمثل القرحة يمدها القبيح و الصديد فای المادة غلبت عليه حكم ربها .

دل چار طرح کے ہیں ایک وہ دل ہے جو صاف ہو اور اس دل میں چراغ روشن رہتا ہے یہ مومن کا دل ہے ایک دل سیاہ اور الٹا ہوا ہوتا ہے یہ کافر کا دل ہے ایک دل غلاف میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اور اس غلاف کا منہ بندھا ہوا ہوتا ہے یہ منافق کا دل ہے۔ ایک دل وہ ہے جس میں ایمان و نفاق دونوں ہوں ایسے دل میں ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے سبزہ کے اسے پاک پانی سے نشوونما ملتی ہے اور نفاق کی مثال ایسی ہے جیسے زخم کہ اسے پیپ اور گندہ مواد بڑھاتا ہے اب جو مادہ بھی غالب آجائے دل پر اسی کا حکم لگے گا۔

ایک حدیث میں ایک شاندار دل کی تفصیل سمجھائی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک روایت ابن ماجہ کتاب میں ذکر کی گئی ہے۔

قيل يا رسول اللّٰه من خير الناس فقال كل مومن مخموم القلب فقيل ومامخموم القلب فقال هو االتقى التقى الذى لاغش فيه ولابغى ولاغدر ولاغل ولاحسد(ابن ماجه)

عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! بہترین آدمی کون ہے؟ فرمایا ہر وہ مومن جو مخموم القلب ہو عرض کیا گیا مخمولِ القلب کسے کہتے ہیں۔ فرمایا ایسا متقی اور صاف ستھرا

ہو کہ نہ اس میں کھوٹے پن کا میل ہو نہ سرکشی ہو نہ خیانت' فریب اور حسد ہو۔

دل محل علم ہے تمام اعضاء و حواس اس لطیفہ کے خدمت گزار ہیں ۔ اشیاء اور معلومات کی حقیقتوں کے تعلق سے دل کی مثال آئینہ کی سی ہے ۔ آئینہ میں ہر صورت کا عکس ابھر آتا ہے اسی طرح اشیاء کی حقیقت آئینہ قلب پر نمایاں ہوتی ہے ۔ آئینہ' عکس' اور نقش ہونا الگ الگ چیزیں ہیں اسی طرح دل' حقائق اشیاء' اور نفس حقائق کا دل میں آنا یہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ اشیاء کی صورتوں کا آئینہ دل میں منعکس ہونے کا نام ہے۔

جب اس دل پر محنت کی جاتی ہے اولیاء کرام رحمھم اللہ کی بتائی ہوئی تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں قلب تصفیہ کیا جاا ہے صفاء قلب کے لئے مجاہدات کیئے جاتے ہیں بالخصوص سلوک کے مرتبہ دوم کے ادراکات طاقتور ہوتے ہیں توحید فعلی کا عقیدہ مستحکم ہوتا ہے اور اللہ کی فاعلیت کھلنے لگتی ہے اور شرک افعالی دور ہونے لگتا ہے اور اس مرتبہ کے افعال و اعمال اختیار کیئے جاتے ہیں اور دعاء' توبہ' توکل صبر و شکر اور ان جیسے اوصاف کے حصول کے لئے مجاہدہ کیا جاتا ہے ۔ دل کے آئنہ پر حقائق کا انعکاس ہونے لگتا ہے۔

عام طور پر آئینہ میں اشیاء کی شکلیں ابھرتی ہیں ۔ لیکن بعض مرتبہ اس علم سے محرومی رہتی ہے اور بعض امور و حالات ایسے ہوتے ہیں جسکی وجہ سے آئینہ دل میں حقیقتیں نظر نہیں آتیں ان حاجب اسباب میں چند خصوصی وجوہات یہ ہیں۔

(۱) آئینہ لوہے کا ہو اس کے جوہر میں نقص ہو یا اس کی شکل صحیح نہ ہو گویا آئینہ ہی اچھا نہیں۔

(۲) کسی وجہ سے آئینہ میں کدورت آ گئی ہو یا زنگ لگ گیا ہو اور اس کی تاب ختم

ہوگئی ہو۔

(۳) وہ چیز جس کا آئینہ میں عکس پڑے آئینہ کے حدود سے دور ہو مثلاً وہ آئینہ کے پیچھے ہو۔

(۴) آئینہ اور صورت شئی کے درمیان کوئی حجاب ہو۔

(۵) جس چیز کی صورت آئینہ میں دیکھنی ہے اس کی جہت معلوم نہ ہو کہ کس سمت اور کس ڈھنگ سے آئینہ کو رکھا جائے۔

یہی حال قلب کا ہے :

(۱) خود قلب ناقص ہو جیسے بچے کا قلب کہ معلومات پورے منکشف ہونے کی صلاحیت نہیں۔

(۲) معاصی اور گناہوں کی کدورتوں اور شہوت کی خباثتوں سے آلودہ ہو اور آب و تاب ختم ہو۔

(۳) دلی حقیقت مطلوبہ کی جہت سے منحرف ہو مثلاً اس کی ساری سمتیں اسباب معاش اور حصول مال اور جمع وسائل میں مشغول ہے۔ غور و فکر، مراقبہ، مشاہدہ، اعمال و طاعت کا خوگر نہیں، طالب حق نہیں، تو ایسے دل میں جلوہ حق ظاہر نہیں ہوتا۔

(۴) چوتھا سبب حجاب ہے پردہ ہے۔ انکشاف حقیقت میں مانع ہے تقلیدی اعتقادات ہیں۔ مگر مذہبی عصبیت چھوڑ کر امر حق میں مشغول ہو کر، آباء و اجداد کی نامعقول اور جہالت میں پڑی رسموں کی وجہ ضد، ہٹ دھرمی، تعصب اور عناد جیسی صفات ذمیمہ کی وجہ سے مخالف اعتقادات قبول کرنے کی صلاحیت نہیں تو یہ چیزیں ادراک حق کے لئے مانع اور حجاب بن جاتی ہیں۔

(۵) پانچواں وہ جہت ہی معلوم نہ ہو جہاں مطلوب حاصل ہوسکتا ہے۔

مناسب معلومات کے علم کے بغیر کسی مجہول کا علم حاصل نہیں ہوسکتا۔ پھر ان مناسب معلومات کا صرف علم ہونا ہی کافی نہیں بلکہ انہیں خاص ترتیب پر رکھنا ضروری ہے جیسے بچہ' نر اور مادہ کے ملاپ سے علم اور خاص ترتیب ضروری ہے دوسرے جانوروں کے ذریعہ خاص مطلوب حاصل نہیں ہوسکتا۔

ایک شخص آئینہ میں اپنی گدی دیکھنا چاہتا ہے لیکن اس نے آئینہ چہرے کے سامنے رکھا ہے۔ اسی طرح آئینہ اگر گدی کے پیچھے کرلیا تب بھی گدی نظر نہ آتی بلکہ آئینہ ہی نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے۔ گدی دیکھنے کے لئے ایک اور آئینہ کی ضرورت ہے کہ دوسرا آئینہ بھی اس میں نظر آئے کیونکہ ایسی صورت میں اس گدی کا عکس پہلے آئینہ پر پھر اس آئینہ کا عکس دوسرے آئینہ پر نظر آئے گا۔

اسی طرح علم کیلئے تجلیات کے انعکاس کے لئے حقائق اشیاء کیلئے اور حصول علم ومعرفت کیلئے بہت سارے مجاہدات وترتیب وتراکیب ہیں جن کو ہم اولیاء کاملین کے ذریعہ حاصل کرسکتے ہیں۔ اولیاء نے بتایا کہ دنیا کی رنگینیوں پر فریفتہ نہ ہوں۔ اگر تم رومیوں کی اس صفت کو اختیار کرکے دل کو مانجھ لیں تو دل میں چمک آئیگی۔ یہ دل اللہ نے بڑی عجیب چیز بنائی ہے۔ باہر کی چیزیں اندر لئے آئے تو آدمی کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ اور باہر چمن کھلے رہیں دل اندر سے خالی تو نہ اس کو نجات ہے نہ نفع۔

مولانا رومیؒ نے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ رومیوں اور چینیوں میں باہم لڑائی ہوگئی رومیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم بڑے صناع اور دستکار ہیں اور بہترین صنعتیں بناتے ہیں۔ بلڈنگ ہو' کپڑا ہو' سامان ہو برتن ہو غرض ہر سامان بہتر بناتے ہیں۔

چینیوں نے کہا ہم زیادہ ماہر ہیں۔ دونوں میں لڑائی اور جھڑپ اور مبارزت

ہونے لگی۔ وہ بات اتنی بڑھی کہ مقدمہ بادشاہ وقت کے پاس تک پہنچا بادشاہ نے تفصیل پوچھی ہر ایک نے اپنی بات بتلائی۔ اچھا ہر ایک اپنے فن وصنعت کے ماہر ہونے کا دعویدار ہے۔

کہا کہ صرف دعوے سے کام نہیں چلتا۔ ہر ایک اپنی اپنی صنعت بنا کر دکھلائے ہم مقابلہ کر کے سمجھیں گے کہ زیادہ ماہر اور کامیاب کون ہیں۔

بادشاہ نے ایک بہت بڑا ہال بنوایا۔ بیچ میں پارٹیشن کر کے ایک دیوار کھڑی کر لی اور رومیوں سے کہا کہ آدھے مکان میں تم اپنی صنعت دکھاؤ اور چینیوں سے کہا آدھے مکان میں تم اپنا کام دکھلاؤ۔ جس کا کام اعلیٰ ہوگا اسے ڈگری دیں گے اور اسے پاس کریں گے چنانچہ مکان میں ایک طرف رومیوں نے اپنی دستکاری دکھلانی شروع کی اور ایک طرف چینیوں نے۔

چینیوں نے یہ کیا کہ دیوار کے اوپر پلاسٹر کر کے رنگ برنگ کے پھول بوٹے بیلیں وغیرہ ایسی بنائیں کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ باغ و بہار ہے ساری دنیا کے چمن' گلشن اس دیوار کے اندر آگئے ہیں۔

رومیوں نے یہ کیا کہ ایک پھول نہیں بنایا۔ ایک بوٹا نہیں بنایا۔ صرف دیوار پر پلاسٹر کر کے اس کو صیقل کرنا شروع کیا اور اسے مانجھنا شروع کیا مانجھتے مانجھتے اتنا چمکا دیا کہ دیوار بالکل آئینہ بن گئی۔

جب دونوں اپنے کام سے فارغ ہوئے بادشاہ کو اطلاع دی وہ آیا بادشاہ نے حکم دیا کہ بیچ کی دیوار کو ہٹا دیا جائے دیوار کا ہٹانا تھا کہ چینیوں نے جتنے پھول بوٹے بنائے تھے وہ سب کے سب ادھر نظر آنے لگے کیونکہ دیواریں تو صیقل ہو چکی

تھیں اب بادشاہ حیران کہ جو پھول پتے ادھر بنے ہوئے ہیں ادھر بھی ہیں ۔ جو رنگ ادھر لگے ہوئے تھے ادھر بھی ہیں جو پھولوں میں چمک تھی ادھر بھی نظر آنے لگی ۔ بادشاہ نے کہا کہ رومیوں کی صنعت بڑھ گئی کہ اپنی صنعت بھی دکھلائی اور چینیوں کی صنعت بھی چھین لی ۔ یہ دوگنی صنعت ہے رومی کامیاب ہیں۔

مولانا رومؒ نے کہا تو بھی رومی صنعت کو اختیار کر اس کا طریق یہ ہے کہ اپنے دل کو مانجھ کر صیقل کرکے آئینہ بنالے دنیا کے سارے نقش و نگار تجھے گھر کے اندر بیٹھے ہوئے دل میں نظر آئیں گے ۔

اللہ نے انسان کے دل میں دو دروازے رکھے ہیں ایک دروازہ کھلتا ہے تو اسے عرش وفرش کی چیزیں نظر آتی ہیں اور ایک دروازہ کھلتا ہے تو اسے فرش کی چیزیں نظر آتی ہیں۔

آنکھ، ناک، کان، کے راستے سے جب دیکھے گا تو ظاہری چمک دمک چھول بوٹے سب نظر آئیں گے اور اگر ان کو بند کرکے دل کے دروازے کھولے تو عرش، علوم، کمالات اترنے شروع ہونگے تو دل کے اندر دونوں راستے ہیں۔

دل میں دونوں قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں ۔ اعلیٰ صلاحیت یہ ہیکہ آدمی اوپر کی چیز کو جذب کرے علم خداوندی کو کمالات کو معرفت خداوندی کو اخلاق ربانی کو اور ملائکہ کی صفات کو جذب کرے صحیح معنوں میں کامل انسان بنے ۔

۱۹۷۸ء کی بات ہے حضرت والد ماجدؒ مسجد کوثر نیوٹاؤن محبوب نگر تشریف لائے تھے ۔ تاریخ اور مہینہ بھی اچھی طرح یاد ہے ۱۰/ستمبر، اتوار کو بعد فجر حضرت نے بعنوان ''دل'' چند ضروری باتیں بیان فرمائیں اور خاص طور پر وہ حدیث بھی پیش فرمائی جس میں دل کا مقام اور اہمیت کا انداز ہوتا ہے ۔ بے شک انسان کے جسم میں

ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ اچھا رہتا ہے تو تمام جسم اچھا رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوجاتا ہے تو تمام جسم خراب ہوجاتا ہے۔ سنو وہ دل ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہماری زندگی کا بننا۔ اور بگاڑ اسی دل پر ہے اسی دل سے سارے اعضاء و جوارح مربوط ہیں سر کے بالوں کو خون اسی سے پہنچ رہا ہے۔ پیر کے ناخن تک خون اسی دل سے پہنچ رہا ہے۔ اور ناخن کی حیات کا ذریعہ بن رہا ہے۔ دماغ کی حیات اسی دل کی حرکت سے ہے ہاتھوں اور پیروں کو اسی دل سے حرکت' قوت مل رہی ہے۔ آنکھوں کو روشنی اسی دل سے' کانوں میں آواز اسی دل کے سبب' زبان میں کلام کا یہی مخزن ہے۔ جسم کا ذرہ ذرہ اسی دل کی حرکت سے زندہ ہے۔ دل خاموش ہوجائے تو پورا جسم خاموش ہوجاتا ہے بلکہ موت اسی کا نام ہے حضور ﷺ کا ارشاد مبارک جس طرح ظاہری حالت سے متعلق ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ باطنی حالت سے متعلق ہے۔

یہی دل ایمان و یقین کا معدن ہے اللہ کی محبت کا مخزن ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا منبع ہے۔ دل اچھا ہے تو اس میں ایمان و یقین بھی ہے اور توحید و استقامت بھی' محبت خدا اور رسول ﷺ بھی اور دل اچھا ہے تو صوم و صلوٰۃ حج و زکواۃ سب آسان ہیں۔

دل اچھا ہو تو گناہوں کا ارتکاب مشکل ہوجاتا ہے اور ہر نیک کام آسان ہوجاتا ہے یہاں تک کہ کھانا' پینا' پہننا' اوڑھنا' تجارت وزراعت' کاروبار و ملازمت غرض زندگی کا ہر شعبہ اچھا ہوجاتا ہے۔ اور جب دل خراب ہوجاتا ہے اس کا نتیجہ کفر وشرک ہے فسق و فجور ہے ہر قسم کی معصیت ہے۔ الغرض دل کی خرابی سے ہر معصیت

کا ظہور ہوتا ہے اور دل کی بھلائی سے ہر چیز کا ظہور ہوتا ہے۔

روح ؟

یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وماواوتیتم من العلم الا قلیلا (بنی اسرائیل ۸۵)

ترجمہ :- وہ لوگ جو آپ سے اے محمد ﷺ روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہد یجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور تم کو تھوڑا علم دیدیا گیا ہے۔

شان نزول :- عن عبداللّٰہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال بینما امشی مع النبی ﷺ فی خرب المدینہ وھو یتو کا علی عسیب معہ فمر بنفر من الیھود فقال بعضھم لبعض سلوہٗ عن الروح فقال بعضھم لا تسئلوہ لایجي فیہ بشئی تکرھونہ فقال بعضھم لتسئلنہ فقال مقام رجل منھم فقال یا ابا القاسم ماالروح فلما فقلت یوحی الیہ فقمت فلمی انجلی عنہ فقال ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وماواوتیتم من العلم الا قلیلا.

صحیح بخاری اور مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں غیر آباد حصے میں چل رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کے شاخ کی چھڑی تھی آپ ﷺ کا گزر یہودیوں پر ہوا یہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ محمد ﷺ آرہے ہیں ان سے روح کے متعلق سوال کرو' دوسروں نے منع کیا مگر سوال کرنے والوں نے سوال کرہی ڈالا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ لکڑی پر ٹیک لگا کر خاموش کھڑے ہوگئے جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ پر

وحی نازل ہونے والی ہے کچھ ہی وقفہ میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی قرآن کریم نے مخاطب کے سوال کا جواب ضرورت اور فہم کے مطابق دے دیا کہ یہ عام مخلوقات کی طرح نہیں کہ مادہ کے تصورات انقلابات توالد و تناسل کے ذریعہ وجود میں آتی ہے بلکہ وہ اللہ کے امر کن سے پیدا ہونے والی چیز ہے اس کو عام مادی چیزوں پر قیاس نہیں کرسکتے مگر ذی استعداد لوگوں کا اس کی حقیقت دریافت کرنے میں جویا ہونا نہ خلاف عقل ہے اور نہ ناجائز البتہ لایعنی ادھیڑ بن اور فضول بحثوں سے روکا جائیگا یہی نہیں بلکہ کسی بھی سوال کا جواب مخاطب کے فہم سے بالاتر یا اس کے غلط فہمی میں پڑجانے کا خطرہ ہو تو اس سے پوری پوری احتیاط برتی جائے گی۔

روح کا لفظ لغات میں محاورات میں اور قرآنی آیات میں اور روایات میں متعدد معانی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ مشہور معنی تو وہی ہیں جو اس لفظ کے عام طور پر سمجھے جاتے ہیں جس سے زندگی قائم ہے جس کے ذریعہ ایک عامی سے عامی آدمی بھی زندہ اور مردہ میں تمیز کرسکتا ہے۔

قرآن مجید میں یہ لفظ جبرئیلؑ کیلئے بھی استعمال ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کیلئے بھی استعمال ہوا ہے اور قرآن کیلئے بھی استعمال ہوا ہے اور وحی کیلئے بھی استعمال ہوا ہے۔ نزل بہ الروح الامین، جمہور علماء روح کو جسم لطیف کہتے ہیں۔ مگر امام غزالیؒ نے اپنی تفسیر میں بتایا ہے کہ روح کی دو قسمیں ہیں۔(۱) علوی (۲) سفلی۔ روح علوی مادہ سے مجرد ایک مخلوق ہے روح سفلی وہ بخار لطیف ہے جو بدن انسانی کے عناصر اربعہ آگ پانی مٹی ہوا سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ روح سفلی پہلے قلب سے متعلق ہوتی ہے پھر

بدن میں پھیلتی اور رگوں میں سرایت کرتی ہے اور تمام بدن انسانی میں پہنچتی ہے۔

محققین نے یہ بات بتائی ہے کہ روح عالم امر سے ہے یہ وہ عالم ہے جو اللہ کے محض امرِ کن سے دفعتاً ظاہر ہوتا ہے اس پر کمیت و مقدار کا اطلاق صادق نہیں آتا۔ روح امر ربانی ہے روح باعث ظہور عالم ہے روح وہ ہے سارے مراتب تحتانی جس کے مظاہر ہیں اور تمام مظاہر کا ظہور اسی تجلی پر منحصر ہے معنوی صحت کا لحاظ کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ اول ماخلق اللّٰہ روحی اول ماخلق اللّٰہ نوری انا من نور اللّٰہ و کل شئی من نوری.

سب ان ہی تفصیلات کے مبینات ہیں تجلی روح ظاہر و باطن کی برزخ ہے جس طرح آدم علیہ السلام کی مٹی پانی کے امتزاج سے خمیر پا کر قابل قبول روح ہوئی تھی اسی طرح پانی کا قطرۂ منویہ اپنی مناسب چیزوں سے امتزاج پا کر چند دنوں میں علقہ پھر مضغہ اس طرح مختلف اطوار و حالات سے متصف ہو کر قبول روح کے لئے تیار ہوتا ہے تو جس طرح آئینہ مصقل ہونے کے بعد صورت ظاہر ہوتی ہے اسی طرح قالبِ انسانی کے تسویہ اور برابری کے بعد اس میں نور کا انعکاس ہوتا ہے تو ظہور کے بعد جو وجودی نسبت شخص و عکس میں مربوط ہوتی ہے اس کو روح سے تعبیر کرتے ہیں فائض ہونے کے بعد یہ روح حادث ہوتی ہے۔ مخلوق کہلاتی ہے جسم میں تصرف کرتی ہے جسے آپ حیات کے نام سے تعبیر کرتے ہیں یہاں فائض اور فیضان کا لفظ جو لایا گیا ہے اس کے دو معنی ہیں۔

ایک معنیٰ تو ایسے ہیں کہ جیسے برتن سے پانی کا جزو کا جدا ہو کر ہاتھ پر پڑنا وغیرہ یہاں یہ معنیٰ مراد نہیں ہے بلکہ یہاں مفہوم ایسا ہے جیسے آفتاب کے نور کا فیضان

دیوار پر۔ روح اپنی اصل حقیقت کے اعتبارے ایک ہی ہے مگر اپنے ناموں اور اوصاف اور آثار کے اعتبار سے مختلف ہونے کی وجہ سے متعدد ہے مثلاً۔

روحِ جمادی :- جو کسی شئ کی صورت کے قیام کے لئے ضروری ہے۔

روح اضافی:- اس روح کی اضافت اللہ نے اپنی طرف کی ہے **خلقت فیه من روحی** غالباً یہی نفس ناطقہ ہے اور جو روح اور روحوں سے ممتاز درجہ رکھتی ہے وہ روحِ انسانی کہلاتی ہے جب تک جسم عنصری رہتا ہے اس میں تصرف وتدبیر کرتی ہے اور جب یہ صورت عنصری ختم ہوجاتی ہے تو صورت مثالی لے لیتی ہے جو جسم مثالی بالقوہ تھا بالفعل ہوجاتا ہے۔ ہر جسم کی ایک صورت مثالی علیحدہ ہے جسم سے قطع تعلق کے بعد روح جسم مثالی اور اُخروی جسم کے ساتھ متعلق ہوجائے گی اور حسب صفات نور و ظلمت اورحسبِ اعمال اطاعت و نافرمانی نتائج کا ترتب ہوگا کسی کے لئے عتاب اور کسی کے لئے نجات واللہ اعلم بالصواب والحمد للہ رب العالمین۔

.....☆☆☆☆☆.....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصنیفات

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

صاحبزادہ وجانشین سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

۱	بیعت	۲	دعوت وتبلیغ کے آداب
۳	سورۂ کوثر کا پیغام	۴	سورۂ اخلاص
۵	قربانی، احکام ومسائل	۶	زکواۃ
۷	ایمان	۸	ایمان واحسان
۹	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام	۱۰	مجاہدہ
۱۱	استعانت کے روحانی طریقے	۱۲	سکونِ دل
۱۳	سیر انفس	۱۴	شیطان سے جنگ
۱۵	زندگی میں غم کیوں علاج کیا؟	۱۶	خدا کی پہچان
۱۷	اسرار ورموز الفاتحہ	۱۸	تعلیمات محبوب سبحانیؒ
۱۹	خوفِ الٰہی	۲۰	دو برکت والی راتیں
۲۱	دعائیں کس طرح قبول ہونگی؟	۲۲	نغمہائے نورانی
۲۳	معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴	تقلید کیا اور کیوں؟
۲۵	تلاوت قرآن (آداب وفضائل)	۲۶	نجات اور درجات کا راستہ